فرضیت علم باطن

اور

لطائف کے بارے میں علمی تحقیق

افادات عالیہ

مجدد عصر حضرت اخندزادہ

سیف الرحمٰن مبارک رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ

پروفیسر میاں مشتاق عابدی سیفی



مکتبہ محمدیہ سیفیہ راوی ریان شریف لاہور
0321-8401546
042-36686205

نام کتاب　　فرضیت علم باطن اور
لطائف کے بارے میں علمی تحقیق

افادات عالیہ　　مجدد عصر حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن مبارک
دامت برکاتہم عالیہ

مرتب　　علامہ پروفیسر مشتاق احمد سیفی

تعداد　　ایک ہزار

طباعت　　مئی 2008ء

صفحات　　24

زیر اہتمام　　فیاض احمد محمدی سیفی

ناشر　　ادارہ محمدیہ سیفیہ آستانہ عالیہ راوی ریان شریف لاہور

ہدیہ　　30

ملنے کے پتے

مکتبہ سیفیہ آستانہ عالیہ سیفیہ نقشبندیہ مجددیہ فقیر آباد (لکھوڈیر) بند روڈ لاہور

مکتبہ محمدیہ سیفیہ آستانہ عالیہ محمدیہ سیفیہ حسین ٹاؤن راوی ریان شریف لاہور

0321-8401546-6686205

علم باطن اور علم تصوّف کا حاصل کرنا

علم باطن اور علم تصوّف کا حصول فرض عین ہے۔ تمام بڑے آئمہ کرام اور صوفیہ کرام اس علم کے حصول سے مشرّف ہوئے۔ بہت سی احادیث مبارکہ سے بھی علم باطن ثابت ہے اور اولیائے کرام نے بھی اس کی صراحت کی ہے۔

شرح اربعین کے صفحہ نمبر ۱۱ پر علامہ بلخی رقمطراز ہیں:-

ولما العلم اللدنی الذی یسمون اهلها بالصوفیة الکرام فهو فرض عین لان ثمراتها تصفیة القلب عن اشتغال بغیر الله تعالی و اتصافة بدوام الحضور وتزکیة النفس عن رذائل الاخلاق من العجب والکبر والحسد وحب الدنیا والکسل فی الطاعت وغیرها قال به القاضی ثناء الله بانی بتی فی المظهری وارشاد الطالبین وتصانیفه الاخر قال به الغزالی قال به المجدد والشیخ عبد الحق۔

علم لدنی، جس کے اہل صوفیہ کرام کے نام سے موسوم ہوتے ہیں، کا حصول ہر مسلمان پر فرض عین ہے۔ کیونکہ اس کے نتیجہ میں دل ماسوا اللہ سے صاف ہو کر دوام حضور سے متصف ہو جاتا ہے اور نفس برے اخلاق سے پاک ہو جاتا ہے مثلاً خود پسندی تکبر، حسد، دنیا کی محبت اور اطاعت میں سستی وغیرہ۔ تصوّف کی فرضیت پر قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے تفسیر مظہری اور ارشاد الطالبین وغیرہ کتابوں میں تصریح فرمائی ہے۔ اس بات کی امام غزالیؒ، امام مجددؒ اور شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے بھی تصدیق کی ہے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ عارف کی ایک رکعت غیر عارف کی ہزار رکعت سے بہتر

ہے۔ چنانچہ "کفایۃ الاتقیاء" صفحہ ۲۲۱ پر یوں تحریر کیا گیا ہے۔

وركعة من عارف افضل من الف ركعة من عالم غير عارف ولا عبدة لانكار بعض المبتدعة لانهم شاهدوا في انفسهم لم يجدوا احدا متصفا بالكرامات والخوارق والمواجيد والاحوال لوقوعهم في الزيغ والضلال فوقعوا في الانكار التصوف و اهله ويحسبون انهم على هدى من ربهم كما هو داب جميع فرق الضالة .....

عارف کی ایک رکعت نماز غیر عارف عالم ظاہر کی ایک ہزار رکعت سے بہتر ہے اور (تصوف کے بعض) مبتدعین کے انکار کا اعتبار نہیں ہے۔ کیونکہ وہ دیکھتے ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی کرامت، خوارق، مواجید اور احوال سے متصف نہیں ہے، چونکہ وہ (مبتدعین) کجروی اور گمراہی میں واقع ہوئے ہیں، اس لیے تصوف اور اہل تصوف سے انکار کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اللہ کی جانب سے ہدایت پر ہیں، جس طرح تمام گمراہ شدہ فرقوں کی پختہ عادت ہے....

تمام بڑے آئمہ کرام نے علم تصوف حاصل کیا۔ اس سلسلے میں معتبر کتب اور بزرگانِ دین کی منتخب عبارات تحریر کی جاتی ہیں۔ "شرح اربعین للبلخی" میں صفحہ ۱۰ تا ۱۲ پر یوں تحریر کیا گیا ہے۔

واخذ تصوف كثير من الثقات كابى حنيفةؒ من جعفر صادق وفضيلؒ بن عياض وتصوف الشافعيؒ من هبيرة البصريؒ والامام احمد بن حنبلؒ من بشر الحافيؒ والامام محمد بن الحسن الشيبانيؒ من داود الطائي والامام ابو يوسفؒ من حاتم

علم تصوف بہت سے بزرگان دین نے حاصل کیا ہے جیسے امام ابو حنیفہؒ نے جعفر صادقؒ اور فضیل بن عیاضؒ سے اور امام شافعیؒ نے ہبیرہ بصریؒ سے اور امام احمد بن حنبلؒ نے بشر حافیؒ سے اور امام محمد بن حسن شیبانیؒ نے داؤد طائی سے اور امام ابو یوسفؒ نے حاتم

الاصمؒ کذا فی جواهر الغیبی صفحه ۲۳۲۔ واخذ التصوف الامام الغزالیؒ والجامیؒ والنابلسیؒ والشعرانیؒ والرافعیؒ والدمیاطیؒ وسید سند الجرجانی والشیخ عبد الحق الدهلویؒ والعلامة علی قاری المکیؒ وخلائق اعلام لا یحصون من زمن النبی صلی الله علیه وسلم الی الآن بالتواتر الغیر المنقطع۔

اصمؒ سے علم تصوف حاصل کیا جیسا کہ جواہر الغیبی کے صفحہ نمبر ۲۳۲ پر مذکور ہے اور امام غزالیؒ، مولانا عبد الرحمٰن جامیؒ، علامہ شیخ عبد الغنی نابلسیؒ، امام شعرانیؒ، امام شافعیؒ، دمیاطیؒ، سید سند جرجانیؒ، شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ، علامہ ملا علی قاریؒ مکی اور دیگر عالی مرتبت لوگوں نے علم تصوف حاصل کیا یہ معاملہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مقدسہ سے لے کر آج تک مسلسل اور بغیر انقطاع کے جاری ہے۔

درج ذیل حدیث سے صحابہ کرام کے عہد میں علم باطن کا حصول ثابت ہوتا ہے۔

عن ابی هریرة حفظت من رسول الله صلی الله علیه وسلم (من العلم) فاما احدهما فبثثته فیکم واما الاخر فلو بثثته قطع هذا البلعوم (الحلقوم) (بخاری)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو اقسام کے علوم سیکھے ایک کو میں نے تم پر ظاہر کر دیا ہے اور دوسرے کو ظاہر کروں تو میرا گلا کاٹ دیا جائے گا۔

نیز اس حدیث میں علم کی دو اقسام بتائی گئی ہیں، ایک سے مراد علم ظاہر اور دوسری سے مراد علم باطن یا علم اسرار ہے۔ شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ حدیث مذکور کی شرح میں "اشعۃ اللمعات" جلد اول صفحہ ۷۷، میں تحریر فرماتے ہیں۔

وگفته اند که مراد به اول علم احکام واخلاق است که مشترک است میان خواص وعوام و

اور کہتے ہیں کہ پہلی قسم سے مراد احکام اور اخلاق کا علم ہے جو عام وخاص سب کیلئے

ثانی علم اسرار کہ محفوظ و مصئون است از اغیار از جہت تاریکی و پوشیدگی آن و عدم وصول فہم الشان بدان و مخصوص است بہ خواص از علماء باللہ از اہل عرفان ۔

مشترک ہے۔ اور دوسری قسم علم اسرار۔ جو غیروں کی (جہالت) تاریکی سے محفوظ کیا گیا ہے جو ان کی عقل و سمجھ میں نہیں آسکتا اور وہ خاص حصہ ہے۔ علماء ربانی کا جو اہل عرفان میں سے ہیں ۔

ملا علی قاریؒ بھی حدیث مذکور کی شرح میں "مرقات شرح مشکوٰۃ"، جلد اوّل صفحہ ۳۱۳ پر رقمطراز ہیں ۔

فاما احدهما وهو علم الظاهر من الاحكام والاخلاق فبثثته اى اظهرته بالنقل فيكم و اما الاخر وهو علم الباطن فلو بثثته اى نشرته وكرته لكم بالتفصيل قطع هذا البلعوم (بضم الباء اى الحلقوم) لان اسراره حقيقة التوحيد مما يعسر التعبير عنه على وجه المراد ولذا كل من نطق به وقع فى توهم الحلول والاتحاد اذا فهم العوام قاصر عن ادراك المرام ومن كلام الصوفية صدور الاحرار قبور الاسرار ۔

پس ان دونوں علوم میں سے ایک علم ظاہر ہے جو کہ احکام اور اخلاق کا علم ہے۔ جو میں نے تم پر واضح کیا یعنی نقل کے ذریعہ تم پر ظاہر کیا۔ اور دوسری قسم کا علم جو کہ علم باطنی (اسرار و حقائق) ہے اگر میں اس کو بھی ظاہر کروں اور تفصیلاً بیان کروں تو میرا حلق کاٹ دیا جائیگا۔ (بلعوم ب کی پیش سے حلقوم کو کہتے ہیں)، کیونکہ حقیقت اسرار توحید کی صحیح تعبیر کرنا انتہائی مشکل ہے لہذا جس کسی نے اس کی بات کی ہے تو وہ حلول اور اتحاد میں واقعہ ہوگیا۔ کیونکہ عوام کا فہم مقصود کے ادراک سے قاصر ہوتا ہے۔ اسی لیے صوفیہ کرام نے فرمایا ہے کہ احرار (عارفین) کے سینے اسرار خداوندی کے لیے دفینے ہوتے

ہیں۔ (یعنی وہ اسرار کو ظاہر نہیں کرتے، بلکہ اسمار صفات کے متعلق علوم و معارف کے بیان میں اجمال اور رمز و اشارہ سے کام لیتے ہیں)

ایک اور حدیث شریف سے علامہ عبدالوہاب شعرانیؒ علم باطن کے ثبوت اور تجلیات ربانیہ کے ورود پر استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

عن ابی هریرة رضی الله عنهٗ
قال جاء الناس الی النبی صلی
الله علیه وسلم فقالو یارسول الله
صلی الله علیه وسلم انا نجد فی
نفوسنا ما تیعاظم احدنا ان
یتکلم به فقال اوقد وجد
تموه؟ قالوا نعم قال فذلك
من صریح الایمان انتهی و
ان سؤلهم انما کان فی
المعارف الالهیة والتجلیات
الربانیة التی یخاف من النطق بها
الوقوع فی الکفر کما اشار الیه رسول
الله صلی الله علیه وسلم بقوله
لهم (ذلك من صریح الایمان) وان
سؤلهم لم یکن فی شئی من مبادی
السلوك کا صلاح فرائضهم وسننهم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔
کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوگ آئے
اور کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اپنے
اندر ایسی چیزیں (اسرار) پاتے ہیں کہ ہم میں سے
کسی ایک کو بھی اس پر تکلم کرنا مشکل ہوتا ہے
تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا آپ
نے یہ چیزیں پالیں؟ انہوں نے کہا ہاں۔
آپ نے فرمایا کہ یہ صریح ایمان ہے اور ان
کا سوال معارف الٰہیہ کے متعلق تھا کہ انکے
بارے میں بات کرنے سے کفر میں واقع
ہونے کا خوف ہوتا ہے، جیسا کہ رسول پاک
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول سے اشارہ
فرمایا کہ یہی چیز صریح ایمان ہے) اور ان کا
سوال مبادی سلوک کے متعلق نہیں تھا جیسا
کہ اپنے فرائض اور سنن کی اصلاح کرنا وغیرہ
کیونکہ ان کے متعلق سوال کرنا مومن کے نفس

لان ذلک لا یتعاظم فی نفس المومن السوال عنه ۔

کیلئے مشکل نہیں ہوتا۔ بعض شارحین نے اس سے مراد وسوسہ لیا ہے لیکن یہ بات نہایت ضعیف ہے کیونکہ وسوسہ نفس ایمان نہیں ہوتا تو صریح ایمان کیسے ہو سکتا ہے جو کہ کامل اور صحیح ایمان ہے)

"انوار قدسیہ فی معرفۃ قواعد الصوفیہ" صفحہ ۴۱

علوم کی اقسام کے درمیان درجات کے فرق کو امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے رسالہ "مبدا و معاد" صفحہ ۵۸ میں بیان فرمایا ہے۔

شرف علم باندازہ شرف و رتبہ معلوم است۔ معلوم ہر چند شریف تر آن عالی تر پس علم باطن کہ صوفیہ بآن ممتاز اند۔ اشرف باشد از علم ظاہر کہ نصیب علماء ظواہر است۔ بر قیاس شرافت علم ظاہر بہ علم خیاطت و حجامت۔

علم کی فوقیت اس کے شرف اور رُتبہ سے معلوم ہوتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہے کہ جس قدر فوق ہو گا بڑے رتبے کا ہو گا۔ پس صوفیہ اس لیے اشرف ہیں کہ علم باطن سے ممتاز ہیں۔ علم ظاہر کی نسبت جو ظاہری علماء کے حصے میں ہوتا ہے تو اس سے کپڑے بُننے اور بال کاٹنے کے علم پر علم ظاہر کی برتری کا خیال کرنا چاہیے۔

پس یہی علمِ باطن ہے کہ جس کو علمِ تصوّف، طریقت، سلوک، تزکیہ و تصفیہ، احسان اور علمِ لدنی وغیرہ مختلف ناموں سے مختلف زبانوں میں موسوم کیا گیا ہے، جیسا کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے "مالا بدمنہ" میں کتاب الاحسان کے نام سے ایک مستقل باب شامل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:۔

این ہمہ کہ گفتہ شد (یعنی اقسام عبادات) صورت اسلام و ایمان و شریعت است۔ و مغز و حقیقت او در خدمت

عبادات کی مختلف اقسام کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ سب اسلام، ایمان اور شریعت کی مختلف صورتیں ہیں اور اس (عبادات)

درویشان باید جست و خیال نکند که
حقیقت خلاف شریعت است که
این سخن جہل و کفر است بلکہ ہمین شریعت
است کہ در خدمت درویشان چون
قلب از تعلق علمی وجہی کہ بماسوی اللہ
داشت پاک شود و رذائل نفس
برطرف گشتہ نفس مطمئن شود و
اخلاص بہم رساند۔ شریعت در
حق او باز مغز شد و نماز او عنداللہ
تعلق دیگر بہم رساند۔ دو رکعت
او بہتر از لک رکعت دیگران
باشد۔ و ہمچنین صوم و صدقہ
او (و دیگر عبادات)

کی حقیقت اور روح کو درویشوں کی خدمت
میں تلاش کرنا چاہیے۔ اور یہ خیال نہ کرو کہ
حقیقت شریعت کے خلاف ہے۔ بلکہ ایسا
کہنا جہالت اور کفر ہے۔ اور یہی شریعت ہے
کہ درویشوں کی محبت میں رہ کر دل علمی وجہی کے
تعلق سے ماسوی اللہ سے پاک ہو جاتا ہے
اور نفس کی خرابیاں دُور ہو جاتی ہیں۔ نفس مطمئن
ہو جاتا ہے اور اخلاص پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر
شریعت اس کے حق میں روح (مغز) بن جاتی
ہے۔ اس کی نماز خدا کے نزدیک ایک دوسرا
تعلق پیدا کر لیتی ہے۔ اس کی دو رکعت نماز
اوروں کی لاکھ نماز سے بہتر ہوتی ہے۔ اسی
طرح روزہ اور صدقہ اور دوسری عبادات
بہتر ہوتی ہیں۔

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ اپنی تفسیر مظہری میں سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ۱۲۲ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ علم تصوف فرض علوم میں سے ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں۔

: اما العلم اللدنی الذی یسمون
اهلها بالصوفیة الکرام فهو
فرض عین لان ثمراتها تصفیة
القلب عن اشتغال بغیر اللہ
تعالی واتصافه بدوام الحضور

اور علم لدنی کہ جس کے حاملین کو صوفیہ کرام
کہا جاتا ہے کا حصول فرض عین ہے۔ کیونکہ
اس علم کا ثمرہ یہ ہے کہ دل ماسوا اللہ تعالےٰ
کے اشغال سے صاف ہو جائے اور دوام
حضور سے متصف ہو جائے اور نفس بھی رذیلہ

رذائل الاخلاق من العجب والكبر والحسد وحب الدنيا والكسل فى الطاعات وايثار الشهوت و الريا والسمعة وغير ذلك و تجليتها بكرام الاخلاق من توبة والرضا بالقضا والشكر على النعماء والصبر على البلاء وغير ذلك ولاشك ان هذه الامور محرمات وفرائض على كل بشر اشد تحريما من معاصى الجوارح واهم افتراضا من فرائضها. فالصلوٰة والصوم وشئ من العبادات لا يعبا بشئ منها مالم تقترن بالاخلاص والنية قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله لا يقبل من العمل الا ما كان له خالصا وابتغى به وجهه (رواه النسائی عن ابی امامۃ) وقال عليه السلام ان الله لا ينظر الى صوركم واموالكم ولكن ينظر الى قلوبكم (رواه مسلم عن ابی ہریرۃ) وكل ما يترتب عليه من

باتوں سے پاک ہو جائے مثلاً خود پسندی، تکبر، حسد، محبت دنیا، طاعات میں سستی کرنا، شہوات نفسانی کو پسند کرنا، ریاکاری اور سمعہ وغیرہ۔ نیز وہ اخلاق حمیدہ سے متصف ہو جائے۔ مثلاً توبہ کرنا، تقدیر پر راضی ہونا نعمتوں پر شکر کرنا، اور مصیبتوں پر صبر کرنا وغیرہ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ مذکورہ اخلاق رذیلہ ہر بشر مکلف پر جسمانی اعضاء کے محرمات سے زیادہ محرمات ہیں اور مذکورہ اخلاق حمیدہ ہر بشر مکلف کے اعضاء کے فرائض سے زیادہ اشد فرائض ہیں، کیونکہ نماز، روزہ اور دوسری عبادات اسوقت تک مقبول نہیں ہیں جبتک اخلاص قلب اور صدق نیت نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ صرف وہ عمل قبول فرماتا ہے جو خالص اس کی رضا کے حصول کے لیے ہو، اور اس عمل کا مقصود رضائے الٰہی کی طلب ہو (رواہ نسائی) اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مال کو نہیں دیکھتا وہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے (رواہ مسلم) اور یہ قاعدہ کلیہ

الفروض الاعیان فھو فرض عین ۔ واللہ اعلم ۔

ہے کہ جس چیز پر فرض عین مرتب ہوتا ہے تو یہی مرتب علیہ بھی فرض عین ہے (اور اللہ بہتر جانتا ہے)

تحصیل کمالات باطنیہ کی فرضیت اور وجوب کے بارے میں حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ اپنی مشہور کتاب "ارشاد الطالبین" کے صفحہ ۱۳ - ۱۴ پر تحریر فرماتے ہیں ۔

طلب طریقت وسعی کردن برائے تحصیل کمالات باطنی واجب است چراکہ حق تعالیٰ فرماید یا یھا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقتہٖ ۔ (سورہ آل عمران آیت ۱۰۲) یعنی اے مسلمانان! پرہیز کنید از نامرضیات خدا ۔ کمال پرہیزگاری یعنی در ظاہر و باطن چیزے خلاف مرضیٔ خدا تعالیٰ نباشد ۔ از عقاید و اخلاق بکمال تقویٰ و امر برائے وجوب می باشد ۔ وکمال تقویٰ بدون ولایت صورت نہ بندد ۔ چنانچہ ذکر کردہ شد رذائل نفس از حسد و حقد و کبر و ریا، وسمعہ وعجب ومنت وغیرہ آنکہ حرمت آن از کتاب وسنت واجماع ثابت است تاکہ زائل نشود کمال تقویٰ ۔ چگونہ

طریقت کی طلب کرنا اور باطنی کمالات کے حصول کے لیے کوشش کرنا واجب ہے ۔ جس طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ "اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو (جیسا کہ) ڈرنے کا حق ہے ۔" یعنی اے مسلمانو! خدا کی ناپسندیدہ باتوں سے پرہیز کرو ۔ کمال پرہیزگاری یہ ہے کہ ظاہر اور باطن میں کوئی بھی چیز اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف نہ ہو ۔ تقویٰ کے کمال کے لیے بہترین عقائد اور اخلاق ضروری ہیں ۔ ولایت کے بغیر کمالِ تقویٰ کی کوئی صورت نہیں بنتی چنانچہ کہا گیا ہے کہ نفس کی خرابیوں مثلاً حسد، کینہ، تکبر، ریاکاری، سمعہ، خودپسندی اور خوشامد وغیرہ سے بچا جائے کیونکہ کتاب و سنت اور اجماع سے ان کی حرمت ثابت ہے ۔ اور یہ اس لیے ہے کہ تقویٰ کا کمال

صورت بندد و این متعلق است به
فنا نفس و ترک معاصی کہ تقویٰ عبارت
ازان است و معبر است بصلاح
جسد کہ ثمرہ صلاح قلب است چنانچہ
در حدیث مذکور شدہ اند و آنرا
صوفیہ فنائے قلب گویند ولایت
عبارت از فنائے نفس است ۔
صوفیان گفتہ اند کہ راہی کہ ما در صدد
آنیم ہمگی ہفت گام است ۔ یعنی
فنائے لطائف خمسہ عالم امر قلب،
روح ، سر ، خفی ، اخفی ، فنائے نفس
و تصفیہ لطیفہ قالبیہ کہ عبارت از صلاح
جسد است ۔ و تقویٰ بکثرت نوافل
تعلق ندارد ۔ و تقویٰ عبارت است
از اتیان واجبات و پرہیز کردن از
منہیات ۔ ادائے فرائض و واجبات
بدون اخلاص ہیچ ندارد ۔ قال اللہ
تعالیٰ فاعبد اللہ مخلصا لہ
الدین (سورۃ الزمر آیت ۲)
و پرہیز از منہیات بدون فنائے
نفس صورت نمی بندد ۔ پس تحصیل کمالات

زائل نہ ہو جائے۔ اس کی صورت ایسے بنتی
ہے کہ فنا نفس اور گناہوں کے ترک کرنے
سے متعلق ہے اور تقویٰ اسی سے عبارت
ہے اور جسم کی بھلائی کا ذریعہ ہے اور اس کا
ثمر قلب کی بھلائی ہے۔ چنانچہ حدیث مبارک
میں اسی کا ذکر کیا گیا ہے اور صوفیہ کرام اس
کو فنائے قلب کہتے ہیں۔ ولایت فنائے
نفس سے عبارت ہے۔ صوفیہ کرام کہتے ہیں
کہ وہ راستہ جس کے ہم قریب ہیں صرف سات
قدم کے فاصلے پر ہے یعنی عالم امر کے پانچ
لطائف کا فنا قلب، روح، سر، خفی، اخفی،
فنائے نفس اور لطیفہ قالبیہ کی صفائی کہ ان
سے جسم کی بھلائی عبارت ہے۔ اور تقویٰ کا
تعلق نوافل کی کثرت سے نہیں
ہے بلکہ تقویٰ واجبات پر عمل کرنے اور نواہی
سے پرہیز کرنے سے عبارت ہے۔ فرائض
اور واجبات کی ادائیگی اخلاص کے بغیر قابل
اعتبار نہیں ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
ہے: "پس آپ خالص اعتقاد کر کے اللہ تعالیٰ
کی عبادت کرتے رہیئے"۔ اور نواہی سے پرہیز
فنائے نفس کے بغیر ناممکن ہے۔ پس ولایت

ثابت از فرائض آمدہ ...... پس سعی در ترقی مقامات قرب و تحصیل تقویٰ دائما واجب گشتہ وطلب زیادہ علم باطن از فرائض آمدہ ۔ قال اللہ تعالیٰ: قل رب زدنی علما (سورۃ طٰہٰ آیت ۱۱۴) یعنی بگو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ الٰہی علم من زیادہ کن و قناعت از مراتب قرب حرام است بر کامل ۔ چنانچہ حرام است بر ناقص ......

کے کمالات کا حصول فرائض کی ادائیگی سے ممکن ہے ..... پس قرب کے مقامات میں ترقی کی کوشش کرنا اور تقویٰ کے حصول کی کوشش کرنا ہمیشہ کے لیے واجب ہے اور علم باطن میں زیادتی کی طلب کرنا بھی فرائض میں سے ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ و قل رب زدنی علما یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کہیے کہ اے اللہ میرے علم میں اضافہ فرما۔ اور قرب کے مراتب پر قناعت کر لینا کامل پر اتنا ہی حرام ہے۔ جتنا کہ ناقص پر ......

پس علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کی اس عمدہ عبارت سے واضح ہوا کہ علم باطن کا حصول فرض عین ہے اور اس کی طلب بھی ہر مسلمان پر فرض ہے اور اس کی عدم طلب حرام اور موجب فسق ہے اور اس کا انکار کفر بواح ہے۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ ولایت لطائف سبعہ کی فنا پر موقوف ہے اور لطائف کے اسماء بھی ثابت ہو گئے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ جب فنائے قلب اور فنائے نفس حاصل ہو جائے تو ولایت کا حصول یقینی ہو جاتا ہے اور فنا اشتغال ماسوا اللہ کی نجات سے عبارت ہے اور ماسوای اللہ کی نجات سے قلب کا تصفیہ ہوتا ہے اور اخلاص قلبی بذکر اللہ پر موقوف ہے ۔ جب سالک کا قلب اور دیگر لطائف مذکورہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے زندہ ہو کر فنا فی اللہ ہو جائیں تو سالک ولی اللہ بن جاتا ہے۔

قدوۃ المحققین حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات شریف

مکتوب نمبر ۲۱۹ صفحہ ۱۲۷ - ۱۲۸ جلد اوّل میں رقمطراز ہیں کہ علم باطن کے حکما حاذق (یعنی کامل و مکمل مشائخ) کی صحبت میں برائے کمالات باطنیہ حاضر ہونا فرض عین ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

من تفقه ولم يتصوف فقد تفسق۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۳۱۳)

جس کسی نے علم ظاہری تو حاصل کیا اور علم تصوف حاصل نہ کیا تو یقیناً فاسق ہو گیا۔

اسی طرح امام الائمہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔

لولا السنتان لهلك النعمان (نقلہ، الحادی والحدیقہ و رد المختار جلد اوّل صفحہ ۴۵)

اگر میرے دو سال تحصیل کمالات باطنیہ میں صرف نہ ہوتے تو نعمان بن ثابت ہلاک ہو جاتا۔

ان دو سالوں سے مراد وہ دو سال ہیں جن میں امام اعظمؒ نے امام جعفر صادقؓ کے پاس طریقہ صدیقیہ نقشبندیہ میں کمالات باطنیہ حاصل کیے اور طریقہ قادریہ علویہ میں علوم باطنی حضرت فضیل بن عیاضؒ سے حاصل کیے۔ محرمات ظاہرہ اور باطنیہ سے اجتناب اور فرائض ظاہرہ و باطنہ پر امتثال ان دونوں علوم پر مبنی ہے اور ان دو علوم کے بغیر محرمات کا ارتکاب اور فرائض کا ترک کرنا لازم آتا ہے جو کہ ہلاکت ہے۔ ان مذکورہ تمام دلائل سے واضح ہوا کہ علم باطن کی طلب فرض عین ہے اور عدم طلب فسق ہے۔

علمِ ظاہر اور احکامِ شرعیہ کا علم فنونِ مدونہ پر موقوف نہیں، بلکہ خواہ فنونِ مدونہ کے ذریعہ حاصل ہو جائے یا صحبت علمائے راسخین میں ان کے اقوال سننے سے حاصل ہو جائے یا مشائخِ کبارؒ کے عمل سے فقہ اور علم حاصل کیا جائے تو ان تمام صورتوں میں علمِ ظاہر سے اتصاف صحیح ہے بلکہ مؤخر الذکر خیر القرون اور خصوصاً

لطائف کے بارے میں علمی تحقیق

انسان کے سینے میں لطائف موجود ہیں جو کسی شیخ کامل مکمل کی بھرپور توجہ سے حرکت پذیر ہو جاتے ہیں۔ ان لطائف کے اسماء اور ان کے کمالات نصوص قطعیہ اور احادیث صریحہ سے ثابت ہیں۔ نیز آئمہ کرام اور بزرگان دین کے اقوال و احوال سے بھی ان کی تصدیق ہوتی ہے۔

اسماء لطائف کے بارے میں قرآنی ارشادات

(۱) ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا۔

(سورہ بنی اسرائیل آیت ۸۵)

اور یہ لوگ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں، آپ فرما دیجئے کہ روح میرے رب کا امر ہے (یعنی عالم امر کا دوسرا طبقہ ہے) اور تم لوگوں کو اس کے بارے میں کم علم دیا گیا ہے۔

اس آیت میں لطیفہ روح کا ثبوت اور اسم مقدس واضح ہے۔

(۲) لمن کان لہ قلب او القی السمع وھو شھید۔

(سورہ ق آیت ۳۷)

یہ اس آدمی کیلئے نصیحت ہے جس کے لیے (لطیفہ) قلب ہو۔ یا وہ متوجہ ہو کر کان لگا دیتا ہو۔

(۳) فویل للقاسیہ قلوبھم من ذکر اللہ۔

(سورہ الزمر آیت ۲۸)

پس اُن لوگوں کے لیے ہلاکت ہے۔ جن کے قلوب ذکر خداوندی سے سخت ہیں (یعنی ذکر خداوندی سے جاری نہیں ہوتے)

(۴) ولا تطع من اغفلنا قلبه عن ذكرنا واتبع هواه وكان امره فرطا۔
(سورہ الکہف آیت ۲۸)

اور اس شخص کی اطاعت نہ کرو جس کا دل ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا۔ وہ اپنی خواہش نفسانی کا تابع ہے اس کا کام زیادتی کرنا اور حد سے تجاوز کرنا ہے۔

ان تینوں آیات میں لطیفہ قلب جو کہ حقیقت جامعہ ہے اور تجلی صفات فعلیہ کے ورود کا محل ہے، مراد ہے۔ اور ظاہری گوشت کا لوتھڑا یعنی مضغہ مراد نہیں ہے۔

(۵) فانه يعلم السر واخفى
(سورہ طہٰ آیت ۷)

پس اللہ تعالیٰ سر (عالم امر کا تیسرا طبقہ) اور اخفیٰ (عالم امر کا پانچواں طبقہ) کا علم رکھتا ہے۔

اس آیت سے سر اور اخفیٰ ثابت ہیں۔

(۶) ان النفس لامارة بالسوء الا ما رحم ربي۔
(سورہ یوسف آیت ۵۳)

تحقیق نفس بہت زیادہ برائیوں پر امر کرنے والا ہے مگر وہ نفس جس پر میرے پروردگار نے رحم فرمایا ہو۔ (وہ نفس مطمئنہ ہے)

(۷) يا ايها النفس المطمئنة۔ ارجعي الى ربك راضية مرضية۔
(سورہ الفجر آیت ۲۷ - ۲۸)

اے نفس مطمئنہ اپنے پروردگار کی جانب رجوع کرو اس حالت میں کہ تم اپنے رب سے راضی اور تمہارا پروردگار تم سے راضی ہو۔

(۸) واذكر ربك في نفسك
(سورہ الاعراف آیت ۲۰۵)

اور اپنے (لطیفہ) نفس میں اپنے پروردگار کا ذکر کرو۔

احادیث مبارکہ دربارۂ لطائف

(۱) الا انبئكم بخير اعمالكم وازكها عند مليككم وارفعها

کیا میں آپ کو آپ کے تمام اعمال میں بہترین عمل نہ بتاؤں جو آپ کے پروردگار کے

فی درجاتکم وخیر لکم من انفاق الذهب والورق وخیر لکم من ان تلقوا عدوکم فتضربوا اعناقهم ویضربوا اعناقکم قالوا بلی قال ذکر الله قال ابن الملك المراد من الذکر قلبی. (رواہ مشکوٰۃ)

نزدیک پاک عمل ہو اور آپ کے درجات کو بلند کرنے والا ہو، اور تمہارے لیے چاندی اور سونے کے ڈھیر سے بھی بہتر ہو تو صحابہ کرامؓ نے عرض کی کہ ضرور یہ عمل بتائیے، تو رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ یہ ذکر قلبی ہے جیسا کہ ابن الملکؒ نے بھی اس سے ذکر قلبی مراد لیا ہے۔

(۲) عن عائشةؓ قالت افضل الذکر الخفی الذی لا یسمعه الحفظة سبعون ضعفا.

(الحدیث کذا فی الحاوی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بہتر ذکر خفی کا ہے اور حفظہ فرشتے بھی نہیں سُن سکتے۔ یہ ذکر ما تحت کی نسبت ستر گنا زیادہ ثواب رکھتا ہے۔

اس حدیث سے لطیفہ خفی کا اسم اور ذکر ثابت ہے۔

(۳) عاد نفسك التی بین جنبیك (الحدیث)

اپنے نفس سے عداوت کرو جو تمہارے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔

(۴) عاد نفسك فانه انتصب بمعاداتی. (الحدیث)

اپنے نفس کے ساتھ عداوت کرو کیونکہ وہ میری عداوت پر مقرر ہے (جو کہ کفر ہے)

(۵) من ذکرنی فی نفسه ذکرته فی نفسی (الحدیث)

جس نے مجھے لطیفہ نفس میں یاد کیا میں اُسے نفس بلا کیف میں یاد کرتا ہوں۔

مذکورہ آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ سے لطیفہ نفس اور اس سے جہاد کرنا ثابت ہے اور اُن سے لطیفہ نفس میں ذکر کرنا بھی ثابت ہے۔ اور نفس جسم لطیف ہے جوکہ جسم کثیف میں ساری ہے مگر اس کا مرکز منبت شعر ہے۔ نفس سات قسم کا ہوتا ہے۔

۱۔ نفس امارہ ۔
۲۔ نفس لوامہ ۔
۳۔ نفس ملہمہ ۔
۴۔ نفس مطمئنہ ۔
۵۔ نفس راضیہ
۶۔ نفس مرضیہ اور
۷۔ نفس کاملہ ۔

جہاد اکبر نفس امارہ کے ساتھ جاری رہتا ہے حتیٰ کہ مطمئنہ ہو جائے۔ پس اطمینان نفس کے بعد یہی جہاد اکبر پھر عناصر اربعہ کے ساتھ جاری رہتا ہے۔ جسے لطیفۂ قالب سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ (جیسا کہ امام مجددؒ نے مبدا و معاد اور مکتوبات شریف میں حقیقت بیان کی ہے) اور ان عناصر اربعہ (لطیفۂ قالب) کا ثبوت صدقات کے باب میں حدیث ترمذی سے بھی ملتا ہے۔

مندرجہ بالا آیات قرآنیہ اور احادیثِ مبارکہ سے لطائف خمسہ عالم امر (قلب، روح، سر، خفی، اخفیٰ) اور لطائف خمسہ عالم خلق (نفس اور عناصر اربعہ) صریحی طور پر ثابت ہیں۔

لطائف کے ثبوت میں اولیائے امت اور علماء راسخین کے اقوال

(۱) مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ اپنی مثنوی شریف میں لطائف خمسہ عالم امر کے بارے میں فرماتے ہیں ؎

پنج حسی است جز این پنج حس ۔۔۔ آن چون زر سرخ و این حس ہا چو مس
اندران بازار کاہل محشر اند ۔۔۔ حس مس را چون حس زر کے خرند
سخرہ حس اند اہل اعتزال ۔۔۔ خویش را سنی نماید از ضلال
ہر کہ در حس ماند او معتزلیست ۔۔۔ گرچہ گوید سنیم از جاہلیست

(ترجمہ: ان پانچ حسوں کے علاوہ اور بھی پانچ حسیں ہیں۔ وہ سونے کی مانند ہیں

اور یہ تانبے کی طرح۔ اس بازار میں اہل محشر کا میلہ لگا ہے۔ سونے جیسی عمدہ چیز کو چھوڑ کر تانبے جیسی نکمی چیز کون خریدتا ہے۔ اہل اعتزال اس حس کی بیگار میں ہیں اور گمراہی کے سبب خود کو سنی ظاہر کرتے ہیں۔ جو کہ حس کا قیدی ہو گیا وہ معتزلی ہے اگر وہ خود کو سنی کہتا ہے تو یہ اس کی جہالت ہے۔ مولانا رومؒ نے لطائف پنجگانہ عالم امر سے ناواقف اور محروم مدعی سنیت کو معتزلہ سے تشبیہ دی ہے کیونکہ دونوں کے باطن علل معنویہ سے ملوث اور مکدر ہیں۔ اس لیے حقیقت کو نہیں پا سکتے۔

(۲) حضرت خواجہ فریدالدین عطار قدس سرہ لطیفہ سر کے بارے میں فرماتے ہیں۔

ذکر خاص الخاص ذکر سر بود ہر کہ ذاکر نیست او خاسر بود

ترجمہ: خاص الخاص لوگوں کا ذکر سر کا ذکر ہوتا ہے۔ جو آدمی ذکر نہیں کرتا وہ خسارے میں رہتا ہے۔

(۳) حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ لطائف خمسہ عالم امر کے بارے میں مکتوبات شریف دفتر اول جلد اول صفحہ ۹۶ تا ۹۸ پر تحریر فرماتے ہیں۔

بیان جواہر خمسہ عالم امر بطریق بسط وتفصیل ممکن نیست۔ سعادت دارین وابستہ باتباع سید کونین علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ اتمہا عن التحیات اکملہا است۔ فلسفی کہ دیدہ بصیرت او بکحل متابعت صاحب شریعت علیہ السلام مکتحل نشدہ است از حقیقت عالم امر نابینا است۔ نظر کوتاہ او مقصور بر عالم خلق است و در آنجا نیز ناتمام

عالم امر کے پانچوں جواہر کا تفصیل و وضاحت سے بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔ دونوں جہانوں کی نیکی سید کونین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے وابستہ ہے۔ ایسا فلسفی جو اپنی بصیرت کی آنکھ میں صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کا سرمہ نہیں ڈالتا وہ عالم امر کی حقیقت کو دیکھنے سے قاصر (اندھا) ہے اس کی تنگ نظر عالم خلق تک محدود ہے۔ اور وہاں بھی پوری طرح کام نہیں کرتی،

است جواہر خمس (یعنی (۱) حال (۲)،
محل (۳) صورت (۴) نفس و (۵)
عقل) کہ اثبات نمودہ اند ہمہ۔ در عالم
خلق اند۔ نفس ناطقہ خود ہمیں نفس امارہ
است کہ بتزکیہ محتاج است۔ وبالذات
ہمت او بدنات و پستی است۔ بعالم
امر اورا چہ نسبت و تجرد را با و چہ
مناسبت؟ و عقل خود ادراک نمی کند
از معقولات مگر اموری راکہ بمحسوسات
مناسبت دارند بلکہ حکم محسوسات پیدا
کردہ اند اما امری کہ بمحسوسات
مناسبت ندارد و شبہ و مثال او در
مشاہدات پیدا نیست، در عقل نمی آید و
بند او بکلید عقل نمی کشاید۔ لہذا نظر او
از احکام بی چونی کوتاہ است و در غیب
محض گمراہ و این علامتی عالم خلق است
عالم امر را رو بہ چونی است و توجہ
بہ بیچونی۔ ابتدا عالم امر۔ از مرتبہ
قلب است و فوق ـب روح
است و فوق روح سر است و
فوق سر خفی است و فوق خفی

کی صلاحیت بھی نہیں رکھتی۔ پانچوں جواہر یعنی
حال، محل، صورت، نفس اور عقل کہ جن کی
تصدیق ہو چکی ہے۔ سب عالم خلق کے اندر
ہیں۔ نفس ناطقہ خود نفس امارہ ہے جو پاکی
صفائی کا محتاج ہے۔ اور اپنی ذات میں
کمینہ اور ذلیل ہے۔ اس کو عالم امر سے کیا
نسبت ہو سکتی ہے اور اکیلے کا اس سے
کیا تعلق؟ اور عقل بھی معقولات کا ادراک
نہیں کر سکتی سوائے ان کاموں کے جن کا
احساس سے تعلق ہے بلکہ حکم محسوسات پیدا
کیے جاتے ہیں۔ لیکن وہ امر جس کا احساس
سے تعلق نہیں اور مشاہدات میں انکی کوئی
مثال نہیں وہ بھی عقل میں نہیں آسکتا۔ اور
ان تالوں کو عقل کی چابی کھول نہیں سکتی
لہذا اس کی نظر بے مثال احکام سے قاصر
ہے۔ اور پوشیدہ امور سے ناواقف۔ اور
یہی عالم خلق کی نشانی ہے۔ عالم امر کا رُخ
بیچونی کی طرف ہے اور بیچونی کی طرف توجہ
سے عالم امر کی ابتدا ہوتی ہے۔ پہلا مرتبہ قلب
ہے۔ قلب سے بلند روح ہے۔ روح سے
بلند سر ہے اور سر سے بلند خفی ہے اور خفی

خفی است۔ پنجگانہ عالم امر را اگر
جواہر خمسہ گویند گنجائش دارد۔ و فلسفی
از کوتاہ نظری خذف ریزہ چند را
فراہم آوردہ جواہر انگاشتہ است۔
ادراک این جواہر خمسہ عالم امر و اطلاع
بر حقائق اینہا نصیب اکمل تابعان
محمد صلی اللہ علیہ وسلم است و چون در
عالم صغیر کہ انسان است نمونہ است
از آنچہ در عالم کبیر است۔ در عالم کبیر
نیز اصول این جواہر خمسہ ثابت باشند،
عرش مجید مبداء این جواہر عالم کبیر
است در رنگ قلب انسان۔ و باین
مناسبت قلب را نیز عرش اللہ تعالیٰ
گویند۔ و باقی مراتب جواہر پنجگانہ فوق
العرش اند۔ عرش برزخ است درمیان
عالم خلق و عالم امر در عالم کبیر در
رنگ انسان کہ برزخ است درمیان
عالم خلق و عالم امر در عالم صغیر۔ قلب
و عرش اگرچہ در عالم خلق ظاہر
اند اما از عالم امر اند۔ نصیبی از
بی چونی و بیچونگی دارند۔ اطلاع

خفی سے بلند اخفی ہے۔ عالم امر کے انہی
پانچوں مراتب کو اگر جواہر خمسہ کہا جائے تو
مناسب ہے اور فلسفی نے اپنی کوتاہ نظری
کے سبب چند ٹھیکروں کو ہی جواہر سمجھ لیا ہے
عالم امر کے ان جواہر خمسہ کا ادراک اور انکے
حقائق کا علم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل
اتباع کرنے والوں کے نصیب میں ہے۔
عالم کبیر میں جو کچھ ہے عالم صغیر میں انسان
اسکا صرف نمونہ ہے۔ عالم کبیر میں بھی ان
جواہر خمسہ کا اصول ثابت ہے۔ عرش مجید عالم
کبیر کے ان جواہر کا مبداء ہے اور انسان کے
قلب کے رنگ میں ہے۔ اسی مناسبت سے
قلب انسان کو اللہ تعالےٰ کا عرش کہا جاتا
ہے اور باقی جواہر پنجگانہ کے مراتب عرش
سے اُوپر ہیں۔ عرش عالم کبیر میں عالم خلق اور
عالم امر کے درمیان برزخ ہے اور عالم
صغیر میں عالم خلق اور عالم امر کے درمیان
انسان کے برنگ برزخ ہے۔ قلب اور
عرش اگرچہ عالم خلق میں ظاہر ہیں لیکن اصل
میں ان کا تعلق عالم امر سے ہے۔ وہ بے چونی
اور بے چونگی کا حصہ رکھتے ہیں۔ ان جواہر خمسہ

برحقیقت این جواہرِ خمسہ کمّل افراد اولیاء
اللہ را مسلم است کہ مراتب سلوک را
بہ تفصیل گزرانیدہ بہ نہایت النہایت
رسیدہ اند ۔

ہر گدائے مردِ میدان کی شود
پشۂ آخر سلیمان کی شود

واگر بہ محض فضل ایزدی تعالیٰ شانہٗ
بصیرت صاحب دولتی را بہ تفصیل مرتبۂ
وجوب علیٰ حسب الامکان واکشایند
مطالعہ اصول این جواہر داران
موطن نیز نماید و این جواہر صغیرہ و
کبیرہ را در رنگ ظلال آن جواہر
حقیقۃ معلوم فرماید ۔ ع

این کار دولتست کنون تا کرا رسد

ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء
واللہ ذو الفضل العظیم ۔

(سورہ الحدید آیت ۲۱)

باید دانست کہ ابتدا آن جواہر از
صفات اضافیہ است کہ برزخ اند
بین الوجوب والامکان ۔ وفوق
این ہا صفات حقیقیہ کہ روح را از تجلیات

کی حقیقت کا علم کمّل افراد یعنی اولیاء اللہ
کے لیے تسلیم شدہ ہے کہ انہوں نے سلوک
کے مراتب تفصیلاً طے کیے ہیں اور انتہائی
آخر تک پہنچے ہوئے ہیں ۔

ہر بھکاری بہادر اور دلیر نہیں ہو سکتا اور کوئی
مچھر حضرت سلیمان علیہ السلام کے مقابلہ پہ نہیں آسکتا۔

اور اگر فقط اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے
صاحب نعمت کی بصیرت کے لیے اس
کے حسب الامکان مرتبۂ وجوب کو تفصیلاً
کھول دیا جائے تو اس مقام کے جواہر
داروں کے اصول کا مطالعہ بھی ظاہر ہو گا
اور ان صغیرہ و کبیرہ جواہر کا علم ان جواہر
حقیقیہ کے ظلال کے رنگ میں دیا جائیگا۔ ع

یہ نعمت کا معاملہ ہے جو ہر کسی کو میسر نہیں

یہ اللہ پاک کا فضل ہے جسے چاہتا
ہے عنایت کرتا ہے اور اللہ پاک
بڑے فضل والا ہے ۔

جاننا چاہیے کہ ان جواہر کی ابتداء صفات
اضافیہ سے ہوتی ہے جو وجوب اور امکان
کے درمیان برزخ ہے اور ان سے اوپر
صفات حقیقیہ ہیں کہ جن کی تجلیات روح کو

این ہانصیب است وقلب رابصفات
اضافیہ تعلق است۔ وبہ تجلیات اینہا
مشرف است ولبقیہ این جواہر علیا (سر، خفی،
اخفیٰ) کہ فوق صفات حقیقیہ اند داخل
دائرہ حضرت ذات اقدس اند۔ للذا
بتجلیات این مراتب سہ گانہ را بتجلیات
ذاتیہ می گویند سخن ازینجا راندن مصلحت
نیست۔ ع

قلم اینجا رسید وسر بشکست

کو نصیب ہوتی ہیں۔ اور قلب کا تعلق صفات
اضافیہ سے ہے اور اُن کی تجلیات سے
مشرف ہوتا ہے اور باقی اعلیٰ (یعنی سر،
خفی اور اخفیٰ) جو صفات حقیقیہ سے بلند ہیں
خداوند قدوس کی ذات کے دائرہ میں داخل
ہیں اس لیے ان تینوں مراتب کی تجلیات
کو ذاتی تجلیات کہتے ہیں۔ اس سے آگے خاموش
رہنے میں ہی مصلحت ہے۔ ع

قلم اس جگہ پہنچا تھا کہ اس کا سر اٹوٹ گیا (یعنی
کچھ لکھنے کے قابل ہی نہ رہا)۔

(۴) امام علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ اپنی کتاب "ارشاد الطالبین" صفحہ ۱۴ پر
لطائف کے کمالات اور فرضیت تصوف کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

صوفیہ گفتہ اند کہ راہی کہ بہ صدد ما
آید ہمگی ہفت گام است یعنی فنائے
لطائف خمسہ عالم امر (۱) قلب (۲) روح
(۳) سر (۴) خفی (۵) اخفیٰ (۶) فنائے نفس و
(۷) تصفیہ لطیفہ قالبیہ کہ عبارت از
صلاح جسد است۔ تقویٰ بکثرت
نوافل تعلق ندارد و تقویٰ عبارت
است از اتیان واجبات و پرہیز
کردن از منہیات آدائی فرائض واجبات

صوفیہ کرام کہتے ہیں کہ وہ راہ جو ہمیں درپیش
ہے۔ ساری سات قدموں پر مشتمل
ہے یعنی عالم امر کے پانچ لطائف قلب،
روح، سر، خفی، اخفیٰ اور فنائے نفس اور
لطیفہ قالبیہ کی صفائی اور یہ کہ جسم کی بھلائی بھی
اسی سے عبارت ہے۔ تقویٰ کا کثرت نوافل
ادا کرنے سے تعلق نہیں ہے بلکہ تقویٰ کا
مطلب ہے واجبات کا ادا کرنا اور نواہی
سے بچے رہنا۔ فرائض اور واجبات

اگر

بدون اخلاص ہیچ اعتبار ندارد۔ قال الله تعالیٰ فاعبد الله مخلصا له الدین (سورہ الزمر آیت ۲) و پرہیز از منہیات بدون فنائے نفس صورت نمی بندد۔ پس تحصیل کمالات ولایت از فرائض آمدہ۔

خلوص سے ادا نہ کیے جائیں تو بیکار ہیں۔ "اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے پس آپ خالص اعتقاد کر کے اپنے رب کی عبادت کرتے رہیے۔" اور فنائے نفس کے بغیر نواہی سے پرہیز ممکن نہیں۔ پس ولایت کے کمالات کا حصول فرائض کی ادائیگی سے ہے۔

(۵) امام ربانی مجدد الف ثانیؒ اپنے رسالہ "مبدا المعاد" جلد ۲ صفحہ ۲۰ پر لطائف خمسہ عالم امر کے اسماء، ثبوت، کمالات اور ظہور کے بارے میں فرماتے ہیں۔

ومما ینبغی ان یعلم ھھنا من بعض المعارف العالیه لیوسل به الی نهایه النهایه وغایة الغایة فاقول بتوفیق الله سبحانه ان ماظهر فی العالم صغیر اجمالا ولغنی بالعالم الصغیر الانسان فاذا اصقل العالم الصغیر ونور ظهر فیه بطریق المرأة جمیع ما فی العالم الکبیر تفصیلا لانه بالصقالة والتنویر قد اتسع وعاید فزال حکم صغره۔ وکذا الحال فی القلب الذی نسبة مع العالم الصغیر کنسبة العالم الصغیر مع العالم

اس موقع پر بعض معارف عالیہ کا معلوم کرنا ضروری ہے تاکہ ان کے ذریعے نہایت النہایت اور غایت الغایت کا مفہوم واضح ہو جائے۔ پس میں ان معارف کو توفیق الٰہی بیان کرتا ہوں وہ یہ کہ جو کچھ عالم کبیر میں مفصلاً ظاہر کیا گیا ہے وہ عالم صغیر میں اجمالاً ظاہر ہوتا ہے۔ عالم صغیر سے مراد انسان ہے۔ پس عالم صغیر کو صیقل کر کے منور کیا جاتا ہے تو اس میں آئینے کی طرح عالم کبیر کی تمام چیزیں دکھائی دینے لگتی ہیں۔ کیونکہ صیقل اور منور کرنے سے اس کا احاطہ وسیع ہو جاتا ہے۔ اس وقت صغیر کا لفظ اس پر عائد نہیں ہوتا۔ اور یہی حالت اس دل کی ہے جس کو عالم صغیر سے وہی نسبت ہے جو عالم صغیر کو عالم کبیر سے ہے۔ جب

الکبیر من الاجمال والتفصیل فاذا صقل عالم الاصغر الذی ھو عالم القلب ودست الظلمة الطاریہ علیہ ظھر فیہ بطریق المرأة ایضاً ما فی العالم الصغیر تفصیلا وکذا الحال فی القلب القلب بالنسبة الی القلب من الاجمال والتفصیل و ظھور التفصیل فیہ بعد ان کان مجملا لسبب التصفیة والنورانیة و وعلی ھذا القیاس. القلب الذی فی المرتبة الثالثة والقلب الذی فی المرتبة الرابعہ فی الاجمال والتفصیل وظھور التفصیل الذی فی المراتبہ السابقة فیھما لسبب الصقالة و النورانیة وکذا القلب الذی فی المرتبة الخامسة فانہ مع بساطة وعدم اعتبار شئی فیہ یظھر فیہ بعد التصفیہ الکاملة ما ظھر فی جمیع العوالم من العالم الکبیر والصغیر و الاصغر وما بعدھا من العوالم۔

دل کو صیقل کیا جاتا ہے اور اس سے تاریکی دُور ہو جاتی ہے تو اس میں آئینے کی طرح عالم صغیر کی تمام اشیاء مفصل طور پر دکھائی دینے لگتی ہیں اور یہی نسبت قلب القلب اور قلب میں ہوتی ہے۔ جو قلب اور عالم صغیر میں ہوتی ہے۔ جب قلب القلب کا تصفیہ کر دیا جاتا ہے تو اس میں تمام چیزیں مفصل دکھائی دینے لگتی ہیں اور علیٰ ہذا القیاس دل تیسرے اور چوتھے مرتبے میں بسبب صفالت اور نورانیت سابقہ مراتب کی تمام چیزیں تفصیل سے دکھانے لگتا ہے اسی طرح جو دل پانچویں مرتبے میں بسیط محض اور ناقابل اعتبار ہوتا ہے اُسے پورے طور پر صیقل کیا جاتا ہے تو اس میں عالم کبیر، صغیر، اصغر اور بعد کے تمام عوالم کی چیزیں تفصیلاً دکھائی دینے لگتی ہیں۔

اوپر دیے گئے حوالہ جات سے لطائف کے اسماء اور لطائف کی حرکت ثابت ہو جاتی ہے اس بارے میں کسی قسم کا شک و شبہ باقی نہیں رہتا۔

ہدایت السالکین

اثبات علم الغیب

عدم سایہ مصطفیٰ ﷺ

شہنشاہ خراسان

مجددِ عصر حاضر شاہ خراسان کا تقویٰ

حاضر و ناظر محبوب ﷺ

لطائف کے بارے میں علمی تحقیق

مناظرہ وزیرستان

اورادِ نقشبندیہ



سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ کی مشہور تصانیف

معمولاتِ سیفیہ

وجد (سوال و جواب)

انوارِ سیفیہ

مسائلِ عمامہ شریف

عرفانِ ذات

اقسامِ وجد

کیا دوسرے شیخ کی بیعت جائز ہے

فرضیت علم باطن

تصویر مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

حَرِیْصٌ عَلَیْنَا

آدابِ شیخ

مسائل طہارت

جز الاسبال

ماہنامہ السیف الصارم

جواب الاستفتاء

ختم شریف کا ثبوت

مجموعہ رسائل

تشہد میں انگلی اٹھانے کا مسئلہ

سونا یا کھونا

ولی اللہ کی پرواز

الدر الجمیلہ فی جواز الوسیلہ

مفت تقسیم کرنے والے دوستوں کے لیے مکتبہ کی طرف سے خصوصی رعایت دی جائے گی

ناشر ادارہ محمدیہ سیفیہ پبلیکیشنز
آستانہ عالیہ راوی ریان شریف لاہور 0321-8401546